156

نوحہ

کربلا کے رَن میں جب گردن کٹی شبیرؑ کی
جنگ اِس کے بعد زینبؑ نے لڑی شبیرؑ کی

اپنے پیاروں کے جنازے سب اٹھا کر لے گئے
رِہ گئی جو دشت میں وہ لاش تھی شبیرؑ کی

ہائے مرتے وقت اکبرؑ نے کیا پانی طلب
دل کو تھامے کانپ اٹھی بے کسی شبیرؑ کی

جس طرح دانے بکھر جائیں کسی تسبیح کے
عصرِ عاشورہ کو یوں اولاد تھی شبیرؑ کی

جلتے خیموں سے اٹھی زینبؑ تو کہہ کر یا علیؑ
شام میں پیوست کردی روشنی شبیرؑ کی

ظلم کی بے رحم شب میں دیر تک جاگی ہوئی
شام کے زنداں میں بچی سو گئی شبیرؑ کی

تم رہائی پا چکے وقتِ سفر بھی ہے مگر
قافلے والو کہاں ہے لاڈلی شبیرؑ کی

دھوپ کے صحرا سے گزرا تھا میرا پیاسہ قلم
پھر بھی کب لکھی گئی تشنہ لبی شبیرؑ کی

بعدِ مجلس لوگ سارے جا چکے گھر سے مگر
دیر تک اُس گھر میں ماں روتی رہی شبیرؑ کی

مجلسوں میں بانٹیے فکرِ حسینؑ کی ضیاء
اِس کو کہتے ہیں مصدقؔ نوکری شبیرؑ کی